شاہ ولی اللہ ایوارڈ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

۱۶۲، جوگابائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۱۰۰۲۵

فون: +91 11 26981187، 26989253 فیکس: +91 11 26981104

Email: ios.newdelhi@gmail.com & info@iosworld.org

Website: www.iosworld.org

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کا قیام ۱۹۸۶ میں مسلم اسکالروں اور دانشوروں کے تعاون سے عمل میں آیا اور ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت اسے ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس کے اغراض ومقاصد میں روزِ اوّل ہی سے اسلام، ہندستانی مسلمان، ہندستان کے مذاہب سے متعلق مطالعات اور مسلمانوں سے متعلق بالخصوص اور ہندستانی قوم سے متعلق بالعموم مسائل کے تجزیے اور مطالعے شامل رہے۔

انسٹی ٹیوٹ نے اپنے آغاز ہی سے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق امور، سماجی علوم، قوانین اور ان مضامین پر اسلامی پس منظر میں تحقیق ودریافت کو اپنا شعار بنایا، جن پر بالعموم کم ہی توجہ کی جاتی رہی ہے۔ اس کے تحقیقی امور ۲۳/اکیڈمک کمیٹیوں کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ کا صدر دفتر، ۱۶۲، جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵ میں واقع ہے۔ اس کی پانچ شاخیں علی گڑھ، چنئی، کالی کٹ، کولکاتا اور پٹنہ میں آئی او ایس چیپٹرس کے نام سے سرگرم عمل ہیں۔

اس ادارے کو اقتصادی وسماجی کونسل برائے تنظیم اقوام متحدہ کے تئیں مشاورتی حیثیت حاصل ہے۔

اب تک ادارے کے تحت ۴۲۵ سے بھی زیادہ پروجیکٹس، رپورٹس اور اہم کتابوں کے تراجم منظر عام پر آچکے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کو ملک کے ممتاز علمائے کرام اور سماجی علوم کے ممتاز ماہرین کا تعاون حاصل ہے۔ اس اشتراک عمل نے انسٹی ٹیوٹ کو علوم قرآنی، علومِ حدیث اور اسلامی قوانین کے علاوہ مسلمانانِ ہند کے مسائل سے متعلق ایک ممتاز تحقیقی مرکز بنادیا ہے۔ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر کانفرنسیں، سیمینار اور ورک شاپس ہوتے رہتے ہیں۔ اب تک ۱۲۹۵ سے بھی زیادہ اجتماعات کا انعقاد ہو چکا ہے، جن میں نامور علما، دانشوروں اور مختلف میدانوں کے ماہرین نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر لکچروں کا بھی سلسلہ رہتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ نے مسلمانوں سے متعلق ایک آئی او ایس انفارمیشن سینٹر بھی قائم کیا ہے۔

آئی او ایس کے پانچوں چیپٹرس بھی اسی قسم کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ ''جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز'' اور ''ریلیجن اینڈ لا ریویو'' کے نام سے دو مجلّے اور سہ ماہی اردو مجلّہ ''مطالعات'' بھی شائع کرتا ہے۔ اسی طرح انگریزی میں ماہانہ نیوز لیٹر اور آئی او ایس خبر نامہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کا بھی استعمال ہے۔ ۱۔ کرنٹ افیئرس، ۲۔ نقطۂ نظر اور ۳۔ خبرنامے منظر عام پر آتے ہیں۔ ان سب چیزوں کو www.iosworld.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔

آئی او ایس چیپٹرس

۱۔ **آئی او ایس علی گڑھ چیپٹر:** سلطان بلڈنگ، مقابل اکبر مارکیٹ، میڈیکل کالج روڈ، دودھ پور، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲ (یوپی)

۲۔ **آئی او ایس پٹنہ چیپٹر:** دیپ گنگا کمپلیکس، ۱۰۴، فرسٹ فلور، نزد اَروند ہاسپٹل، اشوک راج پتھ، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴ (بہار)

۳۔ **آئی او ایس کولکاتا چیپٹر:** ۴۵، ایلیٹ روڈ، کولکاتا۔۷۰۰۰۱۶ (مغربی بنگال)

۴۔ **آئی او ایس کالی کٹ چیپٹر:** اوبیلسک بلڈنگ ۴۹۴/۲۳، ایف ۱، پی او: آرٹس کالج، کالی کٹ۔ ۶۷۳۰۱۸ (کیرالا)

۵۔ **آئی او ایس چنئی چیپٹر:** دارالاحسان، ۴، زکریا کالونی، فرسٹ اسٹریٹ، چولائی میڈو، چنئی۔۶۰۰۰۹۴

شاہ ولی اللہ ایوارڈ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی یاد میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے ۱۹۹۹ء سے شاہ ولی اللہ ایوارڈ کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ شاہ صاحب نے اسلامی علوم کے سلسلے میں جو انتہائی اہم اور چوگوشہ خدمات انجام دی ہیں، ان میں قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور اسلامی فلسفہ شامل ہیں۔ قرآن کریم سے متعلق ان کی تصنیفات ہر میدان میں نہایت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلامی قدروں کے فروغ وارتقا میں شاہ صاحب کی ان خدمات جلیلہ کی یادوں کو شاداب اور قلب ونظر کو منور رکھنے کی غرض سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے سماجیات، ادبیات، قانون اور اسلامیات کے میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے ممتاز علما اور دانشوروں کی قدر افزائی کے لئے ''شاہ ولی اللہ ایوارڈ'' کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ ایک لاکھ روپے کا اعزازیہ (بہ ذریعہ چیک) ایک سپاس نامے، مومنٹو اور ایک شال پر مشتمل یہ ایوارڈ ہر سال کسی ایک منتخب ہندستانی عالم یا دانشور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ کی اسکیم کا انتظام وانصرام انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی مجلس منتظمہ کے ذریعے مقرر کردہ ایک خود مختار بورڈ کرتا ہے۔ یہ بورڈ کم از کم تین ممتاز ماہرین پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کی تشکیل کرتا ہے، جو ایوارڈ کی حقدار شخصیت کا انتخاب کرتا ہے۔ بورڈ کی طرف سے ہر سال ایوارڈ کے موضوع یا میدانِ کار کا تعین کر کے اس کا اعلان کرتا ہے۔

ہر سال موضوع کی مناسبت سے مجلس منتخبہ کی از سر نو تشکیل بھی عمل میں آتی ہے۔

ایوارڈ کے لیے یونیورسٹیوں، عربی مدارس، اسلامی جامعات، تسلیم شدہ اداروں اور نمائندہ انجمنوں کے ان اکابر اور ممتاز ومعروف شخصیتوں کی تجاویز پر غور وخوض کیا جاتا ہے جن سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز موضوعات کے اعتبار سے نامزدگی کی درخواست کرتا ہے۔

پہلا شاہ ولی اللہ ایوارڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو بعد از مرگ تفویض کیا گیا تھا، دوسرا ایوارڈ فقہ اسلامی پر منفرد حیثیت کی حامل نامور شخصیت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی خدمت میں، تیسرا ایوارڈ اسلامی معاشیات کے ماہر پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی کو، چوتھا ایوارڈ قرآنی علوم کے میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دینے والی معروف شخصیت حضرت مولانا محمد شہاب الدین ندویؒ کو بعد از مرگ، پانچواں ایوارڈ اسلامی تاریخ نویسی میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کو، چھٹا ایوارڈ تفسیر اور اصول تفسیر کے موضوع پر کے لیے کوئی موزوں نام نہیں مل سکا، ساتواں ایوارڈ اسلامی قانون کے موضوع پر ملک کے نامور قانون داں اور اسلامی دانش ور پروفیسر سید طاہر محمود کو تفویض کیا گیا، آٹھواں ایوارڈ علومِ حدیث کے موضوع پر موجودہ عہد کے ممتاز عالمِ حدیث حضرت مولانا تقی

الدین ندوی کو، نواں ایوارڈ اسلامی سماجیات وبشریات کے موضوع پر ڈاکٹر ظلیل عباسی صدیقی کو، دسواں ایوارڈ اسلامی تصوف کے موضوع پر مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی کو، گیارھواں ایوارڈ تعلیم اسلامی تناظر میں کے موضوع پر حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب کو، بارھواں ایوارڈ ذرائع ابلاغ، سماج اور ہندوستانی مسلمان کے موضوع پر جناب افتخار گیلانی کو، تیرھواں ایوارڈ اسلام اور سیاسیات کے موضوع پر پروفیسر عبیداللہ فہد کو تفویض کیا گیا اور چودھواں ایوارڈ دعوت اسلام کے موضوع پر حضرت مولانا سید جلال الدین عمری کو دیا گیا۔ پندرہویں ایوارڈ کے لیے "ہندوستان کی تاریخ وتہذیب کا معروضی مطالعہ" کا موضوع منتخب کیا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے قواعد وضوابط

۱۔ ایوارڈ کا انتظام وانصرام انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی مجلس منتظمہ کے ذریعے مقرر کردہ خود مختار بورڈ کرے گا۔

۲۔ یہ بورڈ کم از کم تین ممتاز ماہرین پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کی تشکیل کرے گا، جو ایوارڈ کی مستحق شخصیت کا انتخاب کرے گی۔ مجلس منتخبہ کے ارکان کا انتخاب ایوارڈ کے موضوع سے متعلق ماہرین میں سے کیا جائے گا۔ موضوع کی مناسبت سے ہر سال مجلس منتخبہ کی ازسرِنو تشکیل عمل میں آئے گی۔

۳۔ بورڈ ہر سال ایوارڈ کے موضوع یا میدان کار کو طے کرے گا۔

۴۔ ہندستان کا شہری ہی اس ایوارڈ کو پانے کا اہل ہوگا۔

۵۔ ایوارڈ کے لیے یونیورسٹیوں، اسلامی جامعات، دارالعلوم، تسلیم شدہ اداروں اور نمایندہ انجمنوں کے ان اکابرین اور ممتاز ومعروف شخصیتوں کی تجاویز پر غور وخوض کیا جائے گا، جن سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے نام زدگی کی درخواست کی ہوگی۔

۶۔ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں تصنیفات وتالیفات ہونے کی صورت میں ماہرین مجلس منتخبہ کے ملاحظہ کے لیے ان کی انگریزی تلخیص ہم رشتہ ہونی چاہیے۔

۷۔ ایوارڈ کے لیے خود نام زدگی (اپنا نام پیش کرنا) قابل غور نہ ہوگی۔

۸۔ انعام کے لیے علما، دانشوروں کے انتخاب کے لیے اُن کے کارہائے نمایاں کی تفصیلات معینہ فارم پر ہی قابل قبول ہوں گی۔

۹۔ ایوارڈ کے لیے ناموں میں موضوع سے متعلق شخصیتوں کے مجموعی کام پیش نظر رہیں گے۔

۱۰۔ ایوارڈ یافتگان اگلے پانچ برس تک انسٹی ٹیوٹ کا دوسرا کوئی ایوارڈ پانے کے اہل نہ ہوں گے۔

۱۱۔ ایوارڈ کے لیے ناموں کی تجویز کے ہم راہ متعلقہ شخصیت کے جامع تعارف کے ساتھ اس کی وہ کاوشیں بھی ممکن حد تک بھیجی جائیں، جن کے پیش نظر اسے ایوارڈ کا مستحق سمجھا گیا ہے۔

۱۲۔ ایوارڈ کے لیے موزوں شخصیت کے انتخاب میں بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

۱۳۔ مجلس منتخبہ کے نزدیک کوئی موزوں اور اہل شخصیت نہ ہونے کی صورت میں ایوارڈ کو موخر یا ملتوی کردینے کا کامل اختیار بورڈ کو حاصل ہوگا۔

۱۴۔ ایسی صورت میں جب ایوارڈ کے لیے کوئی واضح نام سامنے نہ آیا ہو یا تجویز کرنے والوں کی

رائیں منقسم ہوگئی ہوں یا بورڈ کے ذریعے نامزد شخصیت ایوارڈ لینے سے انکار کردے تو شاہ ولی اللہ ایوارڈ بورڈ کو اختیار ہوگا کہ وہ ایوارڈ کے لیے کسی دوسرے ممتاز اور مستحق اسکالر کو نامزد کردے۔

۱۵۔ یہ ایوارڈ بعد از مرگ بھی دیا جاسکتا ہے بہ شرطے کہ نامزد شخصیت کا انتقال نام زدگی کی آخری تاریخ سے گزشتہ پانچ سال کے دوران میں ہوا ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی ہند کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ وہ نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ انھیں بہ یک وقت مجدد اعظم، حکیم الامت، امام علم وفن اور مصلح ملت اسلامیہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شاہ صاحب نے ۴ر شوال المکرم ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۲ر فروری ۱۷۰۳ء کو اپنے ننھیال، ضلع مظفر نگر (یوپی) کے قصبہ پھلت میں ایسے وقت میں آنکھیں کھولیں، جب دینی علوم زوال پزیر تھے، مستقبل پر ظلمتوں کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے۔ مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا، ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا، بے دینی وقت کا دستور ہوگئی تھی اور مسلمانوں کا رشتہ قرآن مجید اور حدیث رسول سے منقطع ہوتا جارہا تھا۔ ایسے مایوس کن حالات میں شاہ صاحب نے جدوجہد کر کے دینی علوم کو جلا بخشی اور شریعت کی ترویج کی۔ حالات کو بہتر بنانے کے لیے شاہ صاحب نے بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیا۔ انھوں نے سماج کے سبھی طبقوں سے خطاب کیا اور انھیں اپنا فرض یاد دلایا کہ وہ اپنے فرائض سے بے خبر ہو کر آرام وآسائش کی آغوش میں سو گئے ہیں۔ انھوں نے ہر طبقے کی بداعمالیوں کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے سامنے اصل اسلام کو پیش کیا۔ شاہ صاحب نے سماجی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور بری عادتوں اور رسموں کو ترک کرنے کی تلقین کی۔ اعتدال کی راہ اپنانے اور اپنا بوجھ خود اٹھانے کا سبق دیا۔ انھوں نے مدرسہ رحیمیہ دہلی کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ حجاز کا سفر کر کے حدیث کا علم حاصل کیا۔ شاہوں، امراء اور وزراء کے لیے ہدایات جاری کیں اور نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی کو ہندستان آنے کی دعوت دی۔

شاہ صاحب نے تصانیف کا ایک طویل سلسلہ شروع کیا، جس میں قرآن پاک کا فارسی ترجمہ، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، اجتہاد وتقلید، تصوف اور دوسرے موضوعات سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔

شاہ صاحبؒ نے ''الفوز الکبیر'' نامی اپنی تصنیف میں قرآن پاک کی تفاسیر کے اصولوں کا ایک روشن اور جامع خاکہ پیش کیا۔ اسی طرح قرآن مجید کے معانی اور اس کے پیغام میں ان کی ادراک کی بصیرت ان کی شاہکار تصنیف ''حجۃ اللہ البالغہ'' سے منعکس ہے۔

پندرہواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ

موضوع

ہندوستان کی تاریخ وتہذیب کا معروضی مطالعہ

نام تجویز کرنے کی آخری تاریخ ۲۶ر دسمبر ۲۰۲۲ء مقرر کی گئی ہے۔

براعظم ایشیا میں واقع ملک ہندستان سیکڑوں برسوں سے دنیا کی توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہ زمین کا وہ خطہ ہے، جس کے بارے میں تقریباً وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ موجودہ دریافتوں کے مطابق دنیا

کی قدیم ترین قوموں اور تہذیبوں کے نشانات اسی سرزمین میں پائے جاتے ہیں۔ کئی ہزار سال سے انسانیت کا قافلہ اس سرزمین سے وابستہ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کشش میں بہت بڑا دخل اس خطۂ ارضی کی جغرافیائی نوعیت کا بھی ہے۔ یہ خطہ متعدد اور متنوع قدرتی ذخائر سے مالا مال ہے۔ اس کے علاوہ یہاں وہ ظاہری حسن و جمال بھی موجود ہے، جو ہر دیکھنے والے کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اسی وجہ سے تاریخ کے بڑے بڑے فاتحین، فرماں روایان، سلاطین اور بادشاہوں نے اس سرزمین کو اپنا بنانے اور یہاں بسنے کا خواب دیکھا۔ ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے اور بہت سے ناکام۔ کامیاب ہونے والوں میں عہد وسطیٰ کے وہ مسلم حکمراں بھی تھے، جنھوں نے اس سرزمین سے محبت کی اور اسے صرف ایک مفتوحہ علاقے کے طور پر نہیں برتا، بلکہ اسے اپنا وطن بنایا، اس کا حسن بڑھایا، اس کی کشش اور دل فریبی میں بے پناہ اضافہ بھی کیا۔ دراصل مختلف تہذیبوں اور قوموں کے ملے جلے اثرات سے جو عطر مجموعہ تیار ہوتا ہے، اسی کو ہندستانیت یا ہندستان کہا جاتا ہے۔ عالمی پیمانے پر یہی چیز ہندستان کی شناخت ہے۔

بدقسمتی سے آزادی کے بعد ہندستان میں ایک فرقہ پرست ذہنیت پنپتی چلی گئی۔ اس نے ہندستان کی اصل شناخت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ یہ نقصان صرف ظاہری ڈھانچے یا سیاسی لحاظ سے نہیں تھا، بلکہ سماجی اور تہذیبی لحاظ سے بھی تھا۔ آزاد ہندستان میں قدیم ہندستان کی تاریخ نویسی کا کام شروع ہوا تو ایک بڑا طبقہ اسی فرقہ پرست ذہنیت کا شکار تھا۔ اس نے تاریخ نویسی کے بجائے تاریخ سازی کا کام شروع کر دیا۔ اپنے محبوب بادشاہوں کو چھوڑ کر باقی تمام سلاطین ہند کو ہر مہذب گالی سے نوازا گیا۔ اس سے ملک کی شناخت بھی متاثر ہوئی اور ملک کے باشندوں کے اندر شدید اضطراب بھی پیدا ہوا۔ لہٰذا آزاد ہندستان میں حقیقی تاریخ نویسی اور ہندستان کی تہذیب کے حقیقی جائزے کا کام کسی محاذ سے کم نہیں تھا۔ اس کے باوجود بہت سے تاریخ نویسوں نے اس محاذ کو سر کیا اور ہندستان کی تاریخ و تہذیب کا منصفانہ جائزہ لیا۔

گزشتہ چند برسوں میں سیاسی لحاظ سے ہندستان کا منظرنامہ خاصا تبدیل ہوا۔ یہ تبدیلی اسی فرقہ پرست ذہنیت کا تسلسل تھی، جس میں موہن داس کرم چند گاندھی کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ گویا یہ ایک اعلان تھا کہ اب ہندستان میں متحدہ قومیت اور کثرت میں وحدت کی بات کرنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اس کے باوجود ایک بڑا طبقہ اس ذہنیت کو شکست دینے کے لیے ہمیشہ کام کرتا رہا۔ اس نے غیر جانب دار ہو کر ہمیشہ سچ کہا اور کسی تاریخی و تہذیبی تحریف کو برداشت نہیں کیا۔ ویسے تو اس مجاہدے کی اہمیت آزاد ہندستان کے سفر کا آغاز ہوتے ہی محسوس ہونے لگی تھی، لیکن گزشتہ چند برسوں میں یہ کام انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر آنے والی نسلوں کے لیے حقیقی ہندستانیت کا تحفظ ممکن نہیں ہو سکے گا۔ یہ کام نہ کیا گیا تو انگریزوں سے آزادی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے ہزاروں افراد کے خون کا حق ادا نہیں کیا جا سکے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہندستانی تاریخ و تہذیب کے تحفظ کا انتظام نہ کیا گیا تو ہندستان کو حقیقی معنوں میں آزاد، خود مختار اور جمہوری ریاست کہنا بھی دشوار ہو جائے گا۔

ہندستانی تاریخ وتہذیب کے معروضی مطالعے کی اس ناگزیر اہمیت کے پیش نظر انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مرتبہ شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے لیے یہی موضوع طے کیا جائے۔ تاکہ اس مسلم مؤرخ کی خدمات کا اعتراف کیا جائے، جو تندو تیز ہوا کے درمیان بھی اپنا چراغ جلائے ہوئے ہے۔ ساتھ ہی اس کی خدمات کے اعتراف کے ذریعے نوجوان نسل کو اس اہم کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔

مقابلۂ مقالہ نگاری

(جونیئر کٹیگری)

انسٹی ٹیوٹ نے جونیئر کیٹگری کے لئے نوجوان اسکالروں اور تحقیق کرنے والے افراد کے لئے مقالہ نگاری کے مقابلے میں شرکت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس میں سب سے عمدہ مقالے پر پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپئے کا نقد انعام مختص کیا گیا ہے۔

جونیئر کیٹگری میں پہلا انعام ۲۰۰۲ء کے لیے ''شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر'' کے موضوع پر سب سے عمدہ مقالہ لکھنے کی بنا پر جناب محبوب فروغ احمد قاسمی (دارالعلوم، دیوبند) کو دیا گیا۔ دوسرا محترمہ نجم السحر تحسین ایس (چکمگلور، کرناٹک) اور مفتی محمد سراج الدین قاسمی (اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی) کو مشترکہ طور پر ''حقوق انسانی اسلامی تناظر میں'' تیسرا جناب انیس احمد فلاحی کو ''اختلاف امت اور ملی اتحاد کی سبیل'' کے موضوع پر عمدہ مقالہ لکھنے کی بنا پر انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ چوتھا پروفیسر فیضان مصطفیٰ اور ڈاکٹر افروز عالم کو ''اسلامی قانون کے تناظر میں نظام آئین'' کے موضوع پر دیا گیا اور پانچواں انعام محترمہ نجم السحر اور جناب کفایت اللہ کو ''تعلیم اسلامی تناظر میں'' کے موضوع پر مشترکہ طور پر دیا گیا، چھٹا انعام ڈاکٹر نشید امتیاز کو ''ذرائع ابلاغ، سماج اور ہندوستانی مسلمان'' کے موضوع پر دیا گیا، ساتواں انعام ڈاکٹر معراج احمد معراج اور ڈاکٹر اپنیتا کماری کو ''اسلام کا سیاسی نظام اور عصری مسائل'' کے موضوع پر مشترکہ طور پر دیا گیا اور آٹھواں انعام محترمہ فریدہ حسینی کو ''دعوت اسلام اور عصر حاضر کے تقاضے'' کے موضوع پر دیا گیا۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ (جونیئر کیٹیگری) کے لیے مقالے کا عنوان ''ہندوستان میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلم حکمرانوں کا برتاؤ'' طے کیا گیا ہے۔

آئی او ایس اسلامی فکر رکھنے والے صاحب علم وقلم حضرات کو مندرجہ ذیل شرائط یا ہدایات کے مطابق مقالہ نگاری کے مقابلے میں شرکت کے لیے مدعو کرتا ہے۔

- اس مقابلہ میں وہی اسکالر حصہ لے سکتے ہیں جن کی عمر ۴۵ سال سے کم ہو۔
- مقالہ طبع زاد اور معیاری اور دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔
- مقالہ نگار اپنے تعلیمی کوائف کے ساتھ مقالے کی چار نقلیں آئی او ایس کو ارسال کریں۔
- مقالے کی تصنیف میں مستعمل تمام حوالوں کی فہرست مقالے کے ساتھ منسلک کرنا لازم ہے۔
- مقالے کو کسی دوسرے دیگر ادارے یا تنظیم کی جانب سے انعام یافتہ نہیں ہونا چاہیے۔
- اگر مقالہ آئی او ایس کی جانب سے سب سے عمدہ قرار دیئے جانے کی صورت میں انعام کا مستحق ہوتا ہے تو آئی او ایس کو انعام یافتہ مقالے کی طباعت اور اشاعت کا اختیار کلی حاصل رہے گا۔

مقابلۂ مقالہ نگاری

(جونیئر کٹیگری)

مقالہ موصول ہونے کی آخری تاریخ ۵؍جنوری ۲۰۲۳ء مقرر کی گئی ہے۔

موضوع: ”ہندوستان میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلم حکمرانوں کا برتاؤ“

(مقالہ اردو، ہندی اور انگریزی میں لکھا جا سکتا ہے)

تاریخ کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہے، وہ نہ صرف ماضی سے تعلق کو مضبوط بناتی ہے بلکہ مستقبل میں پیش رفت کے لئے امنگوں اور حوصلوں سے آراستہ بھی کر دیتی ہے۔ تاریخ درست اور نادرست کی تمیز بھی سکھاتی ہے، اور ماضی سے سبق لے کر مستقبل کو مزید بہتر بنانے کی راہیں سجھاتی ہے۔ اگر کوئی قوم اپنی تاریخ سے محروم ہو جائے، یا اس کی تاریخ پر پردہ ڈال دیا جائے، یا اس کی تاریخ کو بدل دیا جائے تو یہ اس قوم کے لئے تباہی کا ذریعہ اور مایوسی کا راستہ بن جاتا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی طویل تاریخ رہی ہے۔ 1206 میں دہلی سلطنت کے باضابطہ قیام کے بعد سے یہ تاریخ ملک کے وسیع حصوں پر اور مسلسل قائم رہی ہے، جس کا دورانیہ چھ سو برس سے زائد ہے۔ اس طویل تاریخ میں مسلم حکمرانوں نے غیر مسلم اکثریت کے سماج میں امن وامان اور خوشحالی وترقی کا ماحول برقرار رکھا اور ان حکمرانوں کی مذہبی، معاشی اور سماجی پالیسیوں نے حکومت کو دن بدن مقبول اور ملک کو مضبوط بنایا۔ سلاطین دہلی اور مغلیہ حکمرانوں نے غیر مسلم رعایا کے ساتھ بہتر برتاؤ ہی نہیں کیا بلکہ ان کو حکومت میں شریک بنایا، اعلیٰ اور ذمہ دارانہ عہدے ان کے سپرد کئے، ان کی مذہبی ضروریات کے لئے گراں عطیات اور زمینیں فراہم کیں، ان کے ساتھ سماجی، معاشی اور قانونی طور پر یکساں رویہ اپنایا، اور ان کی خوشحالی اور تعلیمی وتہذیبی ترقی کے لئے بڑے بڑے اقدامات کئے۔

ہندوستان کی مسلم تاریخ کے یہ سنہرے نقوش تاریخ کی ان کتابوں میں درج کئے گئے جو ہمعصر مؤرخین اور مصنفین نے لکھے ہیں۔ خود سلاطین اور حکمرانوں نے بھی ان تاریخی واقعات کو محفوظ بنایا، ان کے فرامین، ان کی پالیسیاں، اس دور کے واقعات، سفیروں اور سیاحوں کے بیانات آج تاریخ کا ریکارڈ ہیں، اور ہمعصر مصنفین کے علاوہ بعد کے انصاف پسند مؤرخین نے بھی ان کے روشن ثبوت فراہم کئے ہیں۔

اس روشن اور تابناک تاریخ کو بدلنے اور مٹانے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں، اور موجودہ وقت میں اس حوالے سے منظم منصوبہ تحت اقدامات ہو رہے ہیں۔ اس بات کا خدشہ ہے کہ ہندوستان کے طویل مسلم دور کی سنہری تاریخ سے نئی نسل محروم ہو جائے۔ اس صورت حال میں انصاف پسند مؤرخین، انسانیت نواز اہل قلم اور ملک وملت کے بہی خواہوں سے امید کی جاتی ہے کہ وہ خصوصی طور پر غیر مسلموں کے ساتھ مسلم حکمرانوں کے برتاؤ کو نئی نسل کے سامنے لائیں، مسلم حکمرانوں کے دستاویزات، فرامین اور احکام کی روشنی میں مستند تحقیقی تحریروں سے نسل نو کو روشناس کرائیں، تاکہ ملک کے اندر خوشگوار اور پرامن فضاء قائم ہو اور اہل ہندوستان اپنے شاندار ماضی پر فخر کریں۔

اسی تناظر میں 15 رویں شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے موقع پر جونیئر کٹیگری کے مقابلہ مقالہ نویسی کے لئے موضوع ”ہندوستان میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلم حکمرانوں کا برتاؤ“ رکھا گیا ہے۔ آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس موضوع پر تحقیقی مقالہ تحریر فرمائیں۔

❑ ❑ ❑